محمود الحسن عارف

سیرت طیبہ پر ابتدائی یورپین تصانیف

اسلام اور مسیحی یورپ کی باہمی آویزش و چپقلش کا آغاز تو پہلی صدی ہجری (ساتویں صدی عیسوی) میں عہدِ نبوی سے ہی ہوگیا تھا۔ اسی عہد مبارک میں غزوۂ موتہ، پھر غزوۂ تبوک اور لشکر اسامہ کی پیش قدمی اور عہدِ صدیقی میں شام اور اُردن کے معرکے، بالخصوص جنگ یرموک (۱۳ھ، ۶۳۴ء)، جو دریائے یرموک کے کنارے لڑی گئی، اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ بعد میں یہ آویزش اس وقت تو اور بھی عروج پر پہنچ گئی، جب مسلمانوں نے عہد فاروقی میں رومیوں سے اردن و شام کے علاوہ مصر کا تمام علاقہ چھین لیا۔ عہد عثمانی میں جزیرۂ کریٹ (سسلی) پر دھاوا بول دیا۔ نیز عہدِ امیر معاویہؓ (۴۰ — ۶۰ھ) میں آئے دن کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے تنگ آکر مسلمانوں نے بوزنطی حکومت کے دارالحکومت قسطنطنیہ پر براہ راست حملہ کردیا۔ اس حملے سے گو قسطنطنیہ تو فتح نہ ہوسکا، کہ اس کارنامے کو اپنی تکمیل کے لیے سلطان محمد فاتح کی آمد کا انتظار تھا، تاہم اس میں شبہ نہیں کہ اس سے دونوں فریقوں کی کشمکش انتہا کو پہنچ گئی۔

قاعدہ ہے کہ جب کسی قوم وملّت سے حرب وضرب کا سلسلہ شروع ہوجائے تو متحارب فریق ایک دوسرے کا عسکری اور سیاسی میدان میں مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ فکری اور علمی میدانوں میں بھی تعاقب شروع کردیتے ہیں۔ قوم کے جوانوں کا لہو گرم رکھنے اور اُنھیں اپنے حق میں رکھنے کے لیے اپنی حمایت اور دوسرے فریق کی مخالفت میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر دلیلیں لائی جاتی ہیں۔ اس طرح گرم جنگ کے پہلو بہ پہلو سرد جنگ (Cold war) کا سلسلہ جاری ہوجاتا ہے۔

مسلمانوں کی یہ عین سعادت ہے کہ انھیں اپنے مخالفین (یہود ونصاریٰ ودیگر امم باطلہ) کے متعلق اپنی آخری الہامی کتاب "قرآن مجید" میں بہت سا مواد مل جاتا ہے۔ اس کتاب ہدایت میں نہ صرف "انعم اللہ علیہم" کا ذکر ہے، بلکہ "المغضوب علیہم" اور "الضّالین" کی گمراہ قومیں بھی اس کے موضوعات میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ احادیث نبویہ میں بھی اس عنوان پر انتہائی مفید اور علمی رہنمائی

کی گئی ہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین کرامؒ میں سے متعدد اکابر (مثلاً حضرت عبداللہؓ بن سلام، کعب الاحبارؓ اور وہب بن منبہؒ وغیرہ مسلمان ہونے سے پہلے یہودی رہ چکے تھے، اس بنا پر یہود و نصاریٰ کے مذاہب وصحف کی بنیادی معلومات ان کے ذریعے سے مسلمانوں تک پہنچتی رہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں نے مملکت اسلامیہ کی تاسیس کے فوراً بعد ہی مخالفین کی بنیادی کتب (Original Sources) کے مطالعے سے ان کی تہذیب وثقافت اور تاریخ و فلسفہ کا کھوج لگانا شروع کر دیا تھا، بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ نے اپنے کاتب خاص حضرت زیدؓ بن ثابت کو یہودیوں کی زبان سریانی سیکھنے کا حکم دیا تھا، تاکہ ان کے ساتھ گفتگو اور افہام و تفہیم میں آسانی پیدا ہو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت زیدؓ نے صرف سترہ دن میں سریانی زبان میں مہارت حاصل کر لی تھی۔[۱]

یورپ میں مطالعہ اسلام

مگر دوسری طرف بڑے تعجب سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ یورپ میں، جسے آج اپنے علم وفہم پر بڑا ناز ہے، صدیوں تک اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق "نیم خاموشی" کی سی کیفیت رہی۔ نیم خاموشی اس بنا پر کہ صدیوں پر پھیلے ہوئے اس عرصے میں اس موضوع پر وہاں باقاعدہ کوئی تصنیف مرتب نہ کی گئی، البتہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" کے نظریے کے تحت اس عرصے میں وہاں کچھ گیت اور رزمیہ قسم کی نظمیں ضرور مقبول و متداول رہیں، اس کی وجہ بقول مشہور یورپین مصنف باسورتھ سمتھ (Bosworth Smith) یہ تھی:

> "چند صدیوں تک عیسائیت نہ تو اسلام کو سمجھ سکی اور نہ اس پر تنقید کر سکی، وہ تھراتی اور حکم بجالاتی تھی، لیکن جب اہل عرب کو پہلے پہل وسطِ فرانس میں روکا گیا تو[۲]

---

[۱] الذہبی: سیر اعلام النبلاء۔ بیروت، ۲: ۳۰۶ - ۳۰۷

[۲] اس سے مراد غالباً امیر عبدالرحمٰن بن عبداللہ الغافقی والیِ اندلس (م ۱۱۴ھ/۷۳۲ء) کا حملۂ فرانس ہے، جس کا وسطِ فرانس میں بمقام پائٹیرز (Poiters) چارلس مارٹل سے سامنا ہوا تھا، مسلم فوج کی عددی قوت میں کمی اور دشمن کا علاقہ اور چند دوسری وجوہ کے باعث یہ حملہ ناکام رہا تھا (۱۱۴ھ/۷۳۲ء)

اب بھاگنے والی اقوام نے اس طرح منہ پھیر کر دیکھا، جس طرح مویشیوں کا گلہ ہنکانے والے کو دیکھتا ہے۔"۵۳

اور پھر ان "بھاگنے والے مویشیوں" نے اپنے "ہنکانے والوں" کے بارے میں اپنی جہالت اور کم فہمی کا مزید ثبوت یوں فراہم کیا کہ مسلمانوں کے متعلق طرح طرح کے بے سروپا افسانے اور قصے وضع کر لیے، انھیں نظموں اور گیتوں کا روپ دے کر، اپنے نونہالوں کے سینوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف زہر بھرا جاتا رہا، جو آبائی وراثت کے طور پر اگلی نسلوں میں منتقل ہوتا رہا۔

بعد ازاں جب یورپ میں صلیبی جنگوں (Crusades)۵۴ کے باعث وسیع پیمانے پر

---

۵۳ ملاحظہ ہو: Muhammad and Muhammadanism، ص ۶۳۔

۵۴ یہ صلیبی جنگیں تقریباً دو سو سال یعنی ۴۸۹ھ/۱۰۹۶ء تا ۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء تک جاری رہیں ۔ اس دوران یورپ سے تقریباً آٹھ بڑے بڑے حملے کیے گئے، جن میں سے ہر حملے میں لاکھوں مسیحی رضاکار پورے مذہبی جوش و خروش کے ساتھ شامل ہوتے تھے۔ ان حملوں کی مزید تفصیل اس طرح ہے:

نمبر شمار	آغاز حملہ	اختتام	مقابلے میں مسلم حکمران	جنگ کا نتیجہ
۱	۴۸۹ھ/۱۰۹۶ء	۴۹۱ھ/۱۰۹۷ء	سلجوقی حکمران	ارض مقدس پر چار آزاد عیسائی ریاستیں قائم ہوگئیں۔
۲	۵۴۲ھ/۱۱۴۷ء	۵۴۴ھ/۱۱۴۹ء	سلطان عماد الدین زنگی	صلیبی ناکام رہے۔
۳	۵۸۵ھ/۱۱۸۹ء	۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء	سلطان صلاح الدین ایوبی	سلطان نے ان کی دو ریاستیں ختم کر دیں اور بیت المقدس چھین لیا۔
۴	۵۹۹ھ/۱۲۰۲ء	۶۰۱ھ/۱۲۰۴ء	اولاد سلطان ایوبی	صلیبی ناکام رہے
۵	۶۱۴ھ/۱۲۱۷ء	۶۱۸ھ/۱۲۲۱ء	" "	" " "
۶	۶۲۶ھ/۱۲۲۸ء	۶۲۷ھ/۱۲۲۹ء	" "	" " "
۷	۶۴۶ھ/۱۲۴۸ء	۶۵۲ھ/۱۲۵۴ء	" "	" " "
۸	۶۶۹ھ/۱۲۷۰ء	۶۶۹ھ/۱۲۷۰ء	مصری مملوک سلاطین	صلیبی افریقہ سے واپس لوٹ گئے۔
	۶۹۱ھ/۱۲۹۲ء	————	مملوک سلاطین نے عیسائیوں کی بقیہ دو آزاد ریاستیں بھی ختم کر دیں۔	

اسلام دشمنی پھیلی اور لوگوں کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں کچھ جاننے کی خواہش پیدا ہوئی تو انہی گیتوں، نظموں اور سنی سنائی باتوں وغیرہ سے مستقل کتب مرتب کر لی گئیں۔ ان کتابوں کی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں سچ اور گفتگو کی تہذیب و شرافت کے سوا سب کچھ تھا۔ صدیوں تک یہ رزمیہ نظمیں اور افسانوی کتابیں یوروپ کے "محراب و منبر" پر چھائی رہیں۔ سیکڑوں سالوں تک اہل یورپ اسی زہر بھرے پانی سے اپنی نسلوں کی آبیاری کرتے رہے۔

جھوٹ جب کثرت سے اور بے لگام ہو کر بولا جائے تو اس پر حقیقت کا گمان ہونے لگتا ہے، چنانچہ ان نام نہاد افسانوں اور بے سروپا قصوں کو بھی حقیقت سمجھا جانے لگا۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ یہ افسانے اور گیت یوروپ کے گھر گھر پہنچے اور ان سے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت و کراہت پھیلانے کا کام وسیع پیمانے پر لیا گیا۔ ماؤں نے اپنے شیر خوار بچوں کو یہ گیت لوریوں میں سنائے، شہنشاہوں اور سپہ سالاروں نے اپنے سپاہیوں کے حوصلے بلند کرنے کے لیے ان گیتوں کا سہارا لیا۔ ان نظموں، گیتوں اور افسانوں میں مسلمانوں کو وحشی، لٹیرے، سفاک اور سب سے بڑھ کر "بتوں کا پجاری" بیان کیا جاتا تھا۔

ان بے سروپا افسانوں اور رزمیہ قسم کی نظموں کے ذریعے یورپ کے چند طالع آزماؤں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کئی طوفان بپا کیے۔ پورے یورپ اور جملہ عیسائی اقوام کو اسلام کو مٹانے، ختم کرنے اور اس کا استیصال کرنے کے جنونِ باطل میں مبتلا رکھا۔ لاکھوں انسان اس گھناؤنی سازش کا شکار ہو کر اس دنیا سے چل بسے۔ ہزاروں بستیاں اجڑیں اور قتل و غارت گری اور سفاکی کا دیوتا صدیوں "ارضِ مقدسہ" پر راج کرتا رہا۔ خود یوروپ کے اہلِ دانش کو اپنے ان جنون انگیز اور وحشت خیز کارناموں پر حد درجہ ندامت ہے، چنانچہ ایک فرانسیسی مصنّف ہنری دی کاستری (Count Henry de castri) اس عنوان پر یوں روشنی ڈالتا ہے۔

"وہ تمام قصے اور گیت جو اسلام کے متعلق قرونِ وسطیٰ میں رائج تھے، ہم نہیں سمجھتے کہ مسلمان ان کو سن کر کیا کہیں گے۔ یہ تمام داستانیں اور نظمیں مسلمانوں کے مذہب سے ناواقفیت کی وجہ سے بغض و عداوت سے بھری ہوئی ہیں۔ جو غلطیاں اور بدگمانیاں اسلام کے متعلق آج تک قائم ہیں، ان کا باعث وہی قدیم معلومات

ہیں ۔ ہر مسیحی شاعر مسلمانوں کو مشرک اور بت پرست سمجھتا تھا، اور حسب ترتیب درجات ان کے تین خدا تسلیم کیے جاتے تھے : ماہم یا ماہون یا مانومیڈ (محامڈ) ایلین، اور ٹرگامان[۵] ان کا خیال تھا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) (جو بت شکن تھے) لوگوں کو اپنے طلائی بت کی پرستش کی دعوت دیتے تھے ۔ اسپین میں جب عیسائی مسلمانوں پر غالب آئے اور ان کو سرقوسط (یا سرقسطہ[۶]) کی دیواروں تک ہٹا دیا تو مسلمان لوٹ کر آئے اور اپنے بتوں کو اُنھوں نے توڑ ڈالا ۔ اس عہد کا ایک شاعر کہتا ہے : ایلین مسلمانوں کا دیوتا یہاں ایک غار میں تھا، وہ اس پر پل پڑے اور اس کو نہایت سخت سُست کہا ، اس کو گالیاں دیں اور اس کے دونوں ہاتھ باندھ کر ایک ستون پر اس کو سولی دی، اس کو پاؤں سے روندا اور لاٹھیوں سے مار مار کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ۔ ماہوم کو، جو ان کا دوسرا دیوتا تھا ایک گڑھے میں ڈال دیا ۔ اس کو سور اور کتّوں نے نوچ ڈالا ۔ اس سے زیادہ اس سے پہلے کسی دیوتا کی تحقیر نہیں ہوئی ، اس کے بعد ہی مسلمانوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور اپنے دیوتاؤں سے معافی مانگی اور از سرِ نو تلف شدہ بتوں کو بنا دیا ۔ اسی بنا پر جب شہنشاہ چارلس سرقسطہ میں داخل ہوا تو اس نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ تمام شہر کا چکر لگائیں ۔ وہ مسجدوں میں گھس گئے اور لوہے کے ہتھوڑوں سے ماہومڈ اور دوسرے بتوں کو توڑ ڈالا ۔ ایک دوسرا شاعر یہ پھر خدا سے دُعا کرتا ہے کہ وہ ماہوم بت کے پجاریوں کو شکست نصیب کرے ۔ اس کے بعد وہ امرا کو صلیبی جنگ پر ان الفاظ میں آمادہ

---

۵ راقم کے خیال میں ماہم ، ماہون یا مانومیڈ "محمد" کی ، ایلین "اللہ" کی اور ٹرگاماں "رحمان" کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں ۔ اس طرح (نعوذ باللہ) گویا مسلمانوں کو بھی عیسوی تثلیث (باپ، بیٹا، روح القدس) کی طرح کی تثلیث کا قائل کیا جاتا تھا ۔

۶ سرقسطہ (Saragossa) اسپین کا ایک شہر اور اسی نام کے صوبے کا صدر مقام ۔ قدیم زمانے میں یہ ایک عیسائی سلطنت ارغون (Aragon) کا پایۂ تخت تھا ۔

کرتا ہے: "اٹھو اور ماہونڈ اور ٹرماگان کے بتوں کو اندھا کر دو اور ان کو آگ میں ڈال دو اور ان کو اپنے خداوند کی نذر کرو۔"[۵۷]

ایک اور مغربی مصنف نارمل ڈینیل اپنی کتاب "اسلام اور مغرب" میں رقم طراز ہے:

"جب تک اسلام ایک بڑھتی اور چڑھتی ہوئی طاقت تھا، اس وقت تک مغرب کے عیسائی اس کو اپنے مذہب کے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتے تھے۔ اس وقت وہ مسیحیت کے دفاع اور اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلاف زہر اگلتے رہے۔ انھوں نے یہ ٹھان لیا تھا کہ اسلام کے چہرے کو داستانوں، روایتوں اور افواہوں کے سہارے کتابوں میں اس قدر مسخ کر کے پیش کیا جائے کہ اہل یورپ کو رغبت کے بجائے اس سے کراہت ہونے لگے۔ چنانچہ انھوں نے اسلام کا رشتہ بت پرستی سے جوڑنے سے بھی تامل نہ کیا اور سارا یورپ مسلمانوں کو بت پرست سمجھنے لگا۔ ستم بالائے ستم اس دین کو جو فرد کی مسئولیت، سادگی، فقر و ریاضت، راستی اور عبادت پر اس قدر زور دیتا ہے، انھوں نے ہوسناکی اور عیش پرستی کا مجموعہ قرار دیا۔ مسلمانوں کی تعریف بھی اگر کبھی کی تو عیسائیوں کو غیرت دلانے کے لیے، یعنی مسلمان جو گمراہ اور سیہ کار ہیں۔ وہ تم زوال آمادہ عیسائیوں سے بہتر ہیں۔"[۵۸]

بہر حال یہ بات عبرت ناک بھی ہے اور دلچسپ بھی کہ مسلمانوں کے دور اقبال میں، جس کی نشان دہی نارمل ڈینیل نے بھی کی ہے۔ یہودی اور عیسائی اس بات سے تقویت و توانائی حاصل کرتے تھے کہ کلام مجید میں ان کے مذہب کا ذکر موجود ہے۔ وہ ان کا دور مرعوبیت تھا، ایک مسیحی عالم رابرٹ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ:

---

۵۷ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، اعظم گڑھ، ۱۳۶۴ھ/۱: ۸۷ - ۸۸، بحوالہ ہنری دی کاستری، ترجمہ عربی، مطبوعہ قاہرہ، ص ۸ تا ۱۰۔

۵۸ سید حامد (وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی) کے مضمون "اسلام اور مستشرقین، اعظم گڑھ، ۱۹۸۵ء، ج ۱، ص: ۹۴، بحوالہ "اسلام اور مغرب"۔

"اگرچہ شریعت اسلامی بہت سے مقامات پر تبسم خیز ہے، مگر مبصرین کو اس میں ہمارے مسیحی مذہب کے منشور کی تقدیس اور فضیلت کی سب سے بڑی شہادت اور اس سے مضبوط بنیاد ملتی ہے۔"

دانتے اور اس کی نظم طربیہ خداوندی

اس ضمن میں بطور مثال اور نمونے کے اٹلی کے مشہور شاعر اور ادیب دانتے (Dante Alighieri) (۶۶۴ھ/۱۲۶۵ء-۷۲۱ھ/۱۳۲۱ء) کا ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ دانتے کو اٹلی کا عظیم ترین شاعر اور عالمی صف کا ادیب خیال کیا جاتا ہے، مگر اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف تعصب کا جو طوفان پورے یورپ میں اُٹھا ہوا تھا، وہ اپنے علم و دانش کے باوجود اس سے محفوظ نہ رہ سکا، بلکہ اس نے بغض و عداوت کا جس بھونڈے طریقے سے اظہار کیا، اس میں وہ بلاشبہ بہت سے مسیحیوں سے آگے ہے۔

اس کی مشہور نظم طربیہ خداوندی (La Divina Comedia) جو اس نے ۷۱۴ھ/۱۳۱۴ء تا ۷۲۱ھ/۱۳۲۱ء کے مابین، یعنی اپنی وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل لکھی، اسلام کے خلاف بغض و عداوت کی مجسم تصویر ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ عہدِ وسطیٰ میں اہل یورپ کے مسلمانوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق کیسے گھناؤنے تصورات تھے۔ ان کا اگر بس چلتا تو مسلمانوں کے دلوں سے "عشق محمدی" کی نعمت چھین لیتے۔

"طربیہ خداوندی" نامی اس نظم نے یورپ کے ذہن و فکر پر بے انتہا دور رس اثر ڈالا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تاریخ کی سی حقیقت اور مذہبی صحیفوں کی سی سچائی پیدا ہوگئی۔ اس میں عیسائیوں کی کورنگی، تنگ دلی اور عصبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اس نظم کے تین حصے ہیں : دوزخ - برزخ - اور فردوس - اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے کہ مغفرت (فردوس) کے سزاوار صرف کیتھولک عیسائی ہیں۔ باقی سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔ دانتے نے دوزخ کے کنیوا ٹھائیس اور نویں طبقۂ جہنم میں، یعنی اقلیم عذاب میں (جو شاید اس کا اپنا مقام ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فداہُ ابی و امی، کی بڑی ہیبت ناک تصویر کھینچی ہے۔ (العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشدم۔ دانتے کو پاپائیت اور کیتھولک فلسفے اور عقیدے پر جو مکمل یقین تھا، اس بنا پر اس کے تخیل میں، جس کا

مظاہرہ اس نظم کے دوران میں ہوا ، سارے برگ و بار اسی مذہبی تعصب و جنون کے پیدا کردہ ہیں ۔
اس نظم کا اتنا گہرا اثر مغرب پر پڑا ہے کہ انھوں نے "طربیہ خداوی" کو بہت ہی اونچا درجہ دے دیا تھا ۔
اور سیکڑوں سالوں تک یہ نظم یورپ میں پورے مذہبی ذوق و شوق کے ساتھ پڑھی جاتی رہی ۔
فی الوقت بھی یہی صورت ہے ۔

سیرت طیبہ پر ابتدائی یوروپی تصانیف کی خصوصیات

اس پس منظر میں جب یورپ میں اسلام اور پیغمبر اسلام پر قلم اٹھایا گیا تو اس سے انصاف کی توقع عبث ہی ہوگی، چنانچہ اب تک یہی کچھ ہوتا آیا ۔ یہ بغض و تعصّب یوں تو ہر زمانے میں متعدی مرض کی طرح موجود اور قائم رہا اور اب بھی ہے ، مگر شروع میں اس کی نیرنگیاں کچھ اور ہی طرز کی تھیں ۔
اس ابتدائی زمانے میں لکھنے والوں کو لکھنے سے اور تعصّب پھیلانے سے غرض تھی، صحیح یا غلط سے کوئی بحث نہ تھی ۔ چنانچہ ابتدائی یوروپین تصانیف میں اس کا بھرپور مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے ۔ لطف یہ ہے کہ لکھنے والے نہ تو کوئی ثبوت پیش کرتے تھے اور نہ پڑھنے والوں کو ان کے مآخذ سے کوئی غرض تھی ۔

یورپ کے موجودہ اہلِ قلم اور قدیم اہل قلم میں ایک اور اعتبار سے بھی فرق تھا ۔ دورِ جدید کا یوروپین مصنّف اپنی تحریر میں بڑی عیاری اور فریب کاری سے پیغمبر اسلام کے خلاف زہر بھرتا ہے، جب کہ پُرانے اہلِ قلم سیدھے سادے طریقے پر اس کا مظاہرہ کرتے تھے ۔ بہرحال نشتر دونوں کے ہاتھ میں ہے، مسلمانوں کو ان دونوں سے محتاط رہنے کی اشد ضرورت ہے ۔

دوسری خصوصیت

اس عہد کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ، اس ابتدائی زمانے میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام پر لکھنے والوں میں زیادہ تر یا تو مذہبی لوگ، یعنی پادری، اسقف اور راہب وغیرہ شامل تھے، یا پھر سیاسی لوگ ۔ مؤخر الذکر قسم کے لوگوں میں بوزنطی سلطنت روم کے ایک بادشاہ کا نام بھی آتا ہے، جو عرصۂ دراز تک روم پر حکومت کرتا رہا ۔ اصولی طور پر اسلام کی مادی اور روحانی فتوحات سے چونکہ یہی دو طبقے براہِ راست متاثر ہوتے تھے ۔ ایک کو اپنی مذہبی دوکان کے اجڑنے کا اندیشہ تھا اور دوسرے کو اپنی بساطِ سیاست الٹتی دکھائی دیتی تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں

"سرکاری خرچ" پر "اسلام دشمنی" کی مہم جاری رہی۔ اس نوع کا کام کرنے والوں کو حکومت گراں قدر انعامات اور مشاہرے دیا کرتی تھی۔

ابتدائی تصانیف

ابتدائی دور کے متعلق ہماری ایک مجبوری بھی ہے۔ وہ یہ کہ اس دور کی بیشتر تصانیف یا تو معدوم ہو چکی ہیں یا پھر کسی دور دراز لائبریری کے کسی گوشے میں پڑی ہیں۔ عام کتابوں میں ان کا تذکرہ نہیں ملتا۔ بہر حال مختلف ذرائع سے جن کتابوں کا پتا چل سکا ہے، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

ابتداءً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کتب تاریخ میں ملتا ہے۔ چنانچہ اس فہرست میں یونانی (GREEK) زبان میں لکھی گئی بوزنطی سلطنت کی تاریخ "Theophainis Chronogoraphia" کا ذکر کیا جا سکتا ہے، جس کا مصنف Theophanes (۱۴۱ھ/۷۵۸ء تا ۲۰۰ھ/۸۱۵ء) تھا، جو بنو عباس کے ابتدائی حکمرانوں کا ہم عصر تھا۔ اس کتاب میں بوزنطی سلطنت کے ۲۸۵ء-۸۱۳ء (۳۴۷ قبل ہجری تا ۱۹۸ھ) کے حالات ملتے ہیں[۹]۔ اسلام دشمنی کے علاوہ اس میں بعض کام کی باتیں بھی مل جاتی ہیں، مثلاً بوزنطی سلطنت میں آٹھویں، نویں صدی عیسوی میں بت شکنی کی ایک تحریک جاری ہوئی تھی، جس کا مقصد کلیساؤں میں اشکال و صور کی ممانعت سے تھا۔ چنانچہ مؤرخ تھیوفانیس اس تحریک کو "عرب ذہنیت" قرار دیتا ہے۔ کیونکہ لیو ثالث شہنشاہِ بوزنطیہ نے جو فرمان جاری کیا تھا، یہ فرمان یزید ثانی اموی کے اسی قسم کے ایک فرمان کے تین سال بعد جاری ہوا تھا[۱۰]۔ اس سے بوزنطی سلطنت اور تہذیب و ثقافت پر "اسلامی اثرات" کی وسعت و قدامت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اسی صدی میں "پوپ" کے لائبریرین اور رومن چرچ کے پادری نے ۲۵۷ھ/۸۷۰ء تک کے حالات پر لاطینی زبان میں ایک کتاب مرتب کی، عنوان تھا: "Anastasii Bibliothecarii Historia Ecclesiastica": اس مصنف سے بھلائی کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ ایک اور

۹۔ Life of Mahomet: (Dean Norwich) Humphrey Pridease مطبوعہ لندن، ۱۶۹۶ء، ص: ۲۵۲ تا ۲۵۳۔

۱۰۔ H. Goetz مقالہ بوزنطیہ در اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۵: ۱۰۰۔

یونانی مصنف زونیرا (Zonare) نے ۵۱۲ھ/۱۱۱۸ء تک کے تاریخی حالات پر مشتمل کتاب لکھی، " Zonare Compendium Historia " یہ کتاب یونانی زبان میں ہے، خود مصنف قسطنطنیہ کے امپیریل کورٹ کا ایک معزز عہدے دار تھا ایسے شخص سے انصاف کی توقع ہی عبث ہے[11]

۵۵۴ھ/۱۱۵۰ء میں اسپین کے شہر طلیطلہ (Toledo) کے آرچ بشپ (اسقف) نے، جس کا نام راڈرک تالیتانی (Roderie Toletani) تھا، ایک مستقل کتاب اہل عرب کے حالات پر لکھی، اس کا عنوان " Rodereci Toletani Historia Arabum " تھا۔ یہ درحقیقت اہل اسلام کی تاریخ ہے، جس کا آغاز پیدائش نبوی ۵۲ ق ھ/۵۷۰ء سے اور اختتام ۵۵۴ھ/۱۱۵۰ء پر ہوتا ہے۔ دسویں باب میں بالخصوص ہسپانوی مسلمانوں کا ذکر ہے۔ یہ کتاب ہالینڈ سے Erpernlus's Historia Saracenica کے ہمراہ ۱۰۳۵ھ/۱۶۲۵ء میں شائع ہو چکی ہے[12]

۶۰۷ھ/۱۲۱۰ء میں ایک یورپین عیسائی رچرڈ (Richard) نے مسلم امہ کی سیاسی و مذہبی قوت کا حال معلوم کرنے کے لیے بغداد کا سفر کیا، یہ گویا جاسوسی سفر تھا۔ اس زمانے میں بغداد کی شان و شوکت عروج پر تھی، اور اس کی دولت و ثروت کے افسانے یورپ کے لوگ بڑی دلچسپی اور انہماک سے سنا کرتے تھے۔ رچرڈ نے کچھ عرصہ یہاں قیام کیا۔ اس دوران اس نے عربی زبان وادب سے کچھ واقفیت بہم پہنچائی اور اسلامی تاریخ کے مآخذ تک کچھ سراغ پایا۔ واپسی پر اس نے Richardi Confiotatio Legis Saracenica کے عنوان سے لاطینی زبان میں مسلمانوں کی تاریخ لکھی۔ مصنف چونکہ "ولایت" ہو آیا تھا، اس بنا پر اس کی یہ کتاب یورپ میں بے حد مقبول ہوئی۔ چنانچہ ایک یونانی ڈیمی ٹریوس کرائی ڈونیوس (Demetrius Crydonius) نے بوزنطی شہنشاہ کانٹا کازنیس (Cantacazenus) کے لیے اس کا یونانی ترجمہ کیا، جس نے

---

[11] Humphrey کتاب مذکور، ص: ۲۵۳ ۔

[12] ایضاً ص: ۵۹ ۔

اسے اکثر زیر مطالعہ رکھا۔ بعد ازاں اصل کے مفقود ہو جانے پر بارتھولومیس (Bartholomeus) نے دوبارہ لاطینی میں اسے منتقل کیا۔ یہ ترجمہ شدہ نسخہ ببلیانڈر (Bibliander) کے ترجمۂ قرآن کے ساتھ شائع ہوا[۱۳]۔

بوزنطی سلطنت کے جس شہنشاہ (کانٹاکازنیس) کا ذکر سطور بالا میں ہوا، وہ بذات خود ایک متعصب مسیحی تھا۔ اس نے ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء میں حکومت کی باگ ڈور اپنے داماد جان پالیولوجس (John Poleogus) کے حوالے کر کے خود گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ اس عرصے میں اس نے عیسائیت کے اثبات اور اسلام کے رد میں یونانی زبان میں ایک کتاب لکھ ڈالی جس کا نام Contacazenus Contra Sactum Mohametium تھا۔ یہ کتاب آٹھ حصّوں پر مشتمل ہے، جس میں سے چار حصّے عیسائیت کے اثبات اور چار اسلام کے ردّ میں ہیں[۱۴]۔ اس کتاب کے مطبوعہ نسخے برٹش میوزیم میں محفوظ ہیں[۱۵]۔

۸۶۳ھ/۱۴۵۸ء میں لاطینی زبان میں اسی قسم کی ایک اور کتاب Fortalitum Fidei کے عنوان سے مرتّب کی گئی، جس میں عیسائیت کا مقابلہ اسلام اور یہودیت دفاع کیا گیا تھا، اور ان مذاہب اور ان کے بانیوں کی کردار کشی کی گئی تھی۔ یہ کتاب نورمبرگ Nooremberg سے ۹۰۰ھ/۱۴۹۶ء میں چھپی۔ بعد ازاں ہالینڈ (لائیڈن) سے ۱۵۲۵ء میں طبع ہوئی۔ بعض اس کا مصنف ولیم جاٹن William Joton کو قرار دیتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا مؤلّف ایک تارکِ وطن اسپینی تھا، جس نے فرانس میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ اس کا نام الفانسو سپانا (Alphansus Spina) تھا؛ جو یہودی سے عیسائی بنا اور پھر دار السلطنت میں پادری بنا۔ اس میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

---

[۱۳] ایضاً، ص ۲۵۸۔

[۱۴] ایضاً، ص ۲۵۱۔

[۱۵] British Museum Printed Books Catalogue to 1955

ج ۱۶۶، ک ۴۶۷، بہ ذیل مادہ محمد۔

سیرت طیبہ پر نہایت جاہلانہ اور معاندانہ انداز میں گفتگو کی گئی ہے ۔ ہمارے ماخذ ہمفری (Hum-phrey) کے مطابق یہ کتاب بڑے ناقص دلائل سے مرتب کی گئی ہے ۔[16]

پندرھویں صدی عیسوی میں روم کے ایک معروف شخص نکولاس ڈی کاسا (Nicholas de casa) (م ۸۶۹ھ/۱۴۶۴ء) نے ترکوں کا قسطنطنیہ پر قبضہ ہو جانے کے بعد اسلام اور پیغمبر اسلام پر Casani Cribratis Acorani) کے نام سے لاطینی میں ایک کتاب لکھی ۔ اس میں بھی انتہائی بغض و تعصّب کا مظاہرہ کیا گیا ہے ۔[17]

اسی زمانے میں ایک ہسپانوی عیسائی جونز اینڈریا (Johannes Andrea) نے (جو پہلے مسلمان تھا اور پھر مرتد ہو گیا تھا) Johannes Andrea's de consusione Secte Mahometanes لکھی ۔ (۸۹۳ھ/۱۴۸۷ء) ۔ یہ زمانہ چونکہ اندلس میں عیسائیت کے احیاء و غلبے کا ہے ، اسی بنا پر سیاسی اور مذہبی مصالح کے تحت اس کتاب کو بہت اچھالا گیا ۔ ۹۴۷ھ/۱۵۴۰ء میں ڈومینیکس ڈی گاذیلو (Dominicus de Gazelu نے اس کا اطالوی زبان میں ترجمہ کیا ، جسے جونز لوٹر بیک (Johannes Lauterbach نے ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء میں شائع کیا ۔ دوسری مرتبہ اسے ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء میں شائع کیا گیا ۔ اس کتاب کی مقبولیت کا ہمارے ماخذ ہمفری کے اس بیان سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بقول اس کے اس کے زمانے (سترھویں صدی عیسوی) تک جونز اینڈریا اور رچرڈ (مذکور) کی کتب اس موضوع پر سب سے بہتر ماخذ سمجھے جاتے تھے ۔[18] ہمفری کے اس بیان سے اس زمانے کے یورپ کی ذہنیت کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے ۔ گویا ایک جاسوس اور ایک منحرف شخص کی رطب و یابس باتیں ان کے نزدیک بہترین ماخذ کی حیثیت رکھتی تھیں ؟

تاریخ کے اسی قدیم دور میں ایک یونانی بارتھولومی ایڈیسینی Bartholomei Edesseni

---

[16] Humphrey : کتاب مذکور ، ص ۲۵۵ ۔

[17] ایضاً ، ص ۲۵۶ ۔

[18] ایضاً ، ص ۲۵۸ ۔

نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر Consutalio Hagareni لکھی جو Le Moyne نے شائع کی (بدون تاریخ) ۔ اسی زمانے میں ایک گم نام مصنّف کی کتاب Consutatio Mahometis لکھی، جسے Moyne مذکور نے شائع کیا (بدون تاریخ) ۔

۱۵۴۰ء کے بعد ایک ہسپانوی عیسائی کلینارڈ Clenard نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر Clenardi Epistole (رسوم، عادات و اطوار) تصنیف کی، یہ کتاب لاطینی زبان میں تھی۔[۱۹] دو سال بعد ایک شخص ایچ - اینوس ٹینس (H. Enustinus) نے ۱۵۴۲ء میں Mahometish genulogia لکھی - یہ کتاب برٹش میوزیم میں محفوظ ہے[۲۰] اسی کتاب کی اشاعت ثانیہ ۱۵۹۶ء میں ہوئی[۲۱]

اسی زمانے کے ایک اور مستشرق (P) Meyrus نے "Mahometi Arabis Preudo Prophetae vita versibus expres" لکھی۔ جسے فرینکفرٹ سے شائع کیا گیا،[۲۲] اسی صدی کے اختتامی عشرے میں اہل عرب کی تاریخ و عقائد پر Saracenorum principis natalus vitum ۱۵۹۷ء میں طبع ہوئی، اس میں بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضمنی تذکرہ ملتا ہے[۲۳]

اس خصوصی "مواد سیرت" کے علاوہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ دیگر اقسام کی کتب (مثلاً کتب تاریخ، مذاہب، مناظرہ اور علم کلام وغیرہ کے جدلیاتی ادب) میں بھی ملتا ہے۔ مگر یہ سب معاندانہ اور مخالفانہ انداز لیے ہوئے ہے ۔

اس عنوان پر اگرچہ سترھویں صدی اور اس کے بعد کا "مغربی مواد" بھی کچھ کم نہیں ہے ۔

---

۱۹ - ایضاً ، ص ۲۵۴

۲۰ - دیکھیے British Museum Printed Books Catalogue to 1955 ، ج ۱۴۶ ، ک ۴۶۵ -

۲۱ - ایضاً

۲۲ - ایضاً ، ک ۴۶۸

۲۳ - ایضاً ، ک ۴۷۱

تاہم اس زمانے کے "مغربی مواد" کو کئی اعتبار سے فوقیت حاصل ہے۔

بعد کے زمانے میں سیاسی اور بین الاقوامی مصلحتوں کے تحت مغربی مصنفین نے اپنی تحریروں میں چھپے ہوئے زہریلے نشتروں کو طرح طرح کی ملمع سازیوں سے چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اس اعتبار سے بعد کا مغربی ادب زیادہ خطرناک اور "زہریلا" ہو جاتا ہے، جب کہ "قرون وسطیٰ" کے مغربی مصنف اپنی تحریروں میں کھلم کھلا اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔ ان کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ کسی طرح اسلام اور پیغمبر اسلام کو "مجموعہ نقائص" ثابت کیا جائے۔ (العیاذ باللہ) ان کی تحریروں میں "اسلام کو برداشت نہ کرنے کا" جذبہ بالکل واضح تھا۔

اس زمانے کی کتابوں میں من گھڑت واقعات، موضوع روایات اور غلط دلائل کی بھرمار ہے۔ ان کتابوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام پر بڑھ بڑھ کر حملے کیے جاتے تھے۔ کہیں مسلمانوں کو صحرائی قرار دیا جاتا، کہیں وحشی، قاتل، سفاک لٹیرے۔ کہیں انھیں بت پرست بتایا جاتا اور کہیں انھیں اخلاقی صفات و اخلاق سے عاری قرار دیا جاتا۔ الغرض صدیوں تک یوروپ نے حق بات سننے، سمجھنے اور پڑھنے سے آنکھوں، کانوں اور دلوں پر قفل لگائے رکھے۔ کوشش یہی کی جاتی تھی کہ اسلام کی شعاعوں کو یورپ میں پہنچنے سے پہلے ہی دھندلا دیا جائے۔

آخر میں اس دور کے یوروپین مؤلفین کی آنحضرت کے "اسم مبارک" کے بارے میں جہالت اور کم علمی کا ذکر ضروری ہے۔ ان کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا صحیح نام بھی نہ لکھنا آتا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

مغربی زبانوں میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کا تلفّظ حسب ذیل ہے۔

۱۔ لاطینی تلفظ

۱۔ ماہومت (Mahomet)

۲۔ مومیتو (Moometo)

۳۔ ماہوما (Mahoma)

۴۔ مافوما (Mafoma)

۵۔ مامیتو (Mametto)

۶ - محومت (Mahomet)

۷ - ماؤمیتو (Maometto)

ب - انگریزی

۱ - ماہومت (Mahomet)

۲ - مُحمّد (Mohammed)

ج - فرنچ

۱ - ماہومت (Mahomet)

۲ - ماہومد (Mahomed)

د - جرمن

۱ - ماہومت (Mahomet)

۲ - مچمڈ (Mochamad)

۳ - ماہومڈ (Mohamed)

۴ - مُحمّد (Mahammed)[۲۴]

---

[۲۴] یہ نام ان زبانوں کی کتابوں کے عنوانوں میں شامل رہے ہیں۔ Humphery / کتاب مذکور،
British Museum Printed Books Catalogue vol.167
بہ ذیل مادہ محمد۔